امیر بہاولپور نے ریاست کی کابینہ کو برطرف کر دیا

قانون ساز اسمبلی کو بھی توڑ دیا گیا - تمام اختیارات امیر نے اپنے ہاتھ میں لے لئے

بغداد الجدید ۲ نومبر۔ آج امیر بہاولپور نے اپنے اختیارات خصوصی کو کام میں لاتے ہوئے ریاست کی کابینہ کو برطرف کر دیا جو سید حسن محمود کی سرکردگی میں قائم تھی۔ انھوں نے بہاولپور کے ۱۹۵۲ء کے عارضی دستوری قوانین کے سیکشن ۴۷ کے تحت ریاست کی مجلس قانون ساز کو بھی توڑ دیا ہے۔ اور تمام اختیارات خود سنبھال لئے ہیں۔ آج تیسرے پہر امیر بہاولپور کی طرف سے ایک اعلان جاری ہوا۔ جس میں بتایا گیا کہ ریاست میں ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔ جس میں ریاست کی حکومت آئین کی دفعات کے مطابق نہیں چلائی جا سکتی۔ امیر بہاولپور کے مشیر مسٹر اے آر خاں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ نظم و نسق چلانے کے لئے امیر کے تمام اختیارات استعمال کریں۔ مسٹر اے آر خاں نے سرکاری افسروں سے تعاون کی اپیل کی ہے۔ اور خبردار کیا ہے کہ بددیانت افسروں کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ آج ریاستوں اور قبائلی علاقہ کے وزیر میجر جنرل سکندر مرزا نے ایک بیان میں کہا کہ امیر بہاولپور کی رائے میں ریاست مجتمع عنوانیوں کا دور دورہ تھا اس لئے ضروری ہو گیا کہ تمام اختیارات وہ خود سنبھال لیں ؛

— کلکتہ ۲ نومبر۔ ہندوستان کے وزیر اعظم مسٹر نہرو چین کا دورہ کرنے کے بعد آج کلکتہ پہنچ گئے ؛

اقتصادی امداد پر مسٹر ہلڈرتھ کا اظہار اطمینان

کراچی ۲ نومبر پاکستان میں امریکہ کے سفیر مسٹر ہلڈرتھ نے اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان کو امریکہ سے جو اقتصادی امداد ملے گی۔ وہ ۷ کروڑ ڈالر سے بڑھا کر دس کروڑ ڈالر سے زیادہ کر دی گئی ہے۔ مسٹر ہلڈرتھ دو ماہ امریکہ میں چھٹیاں گزار کر واپس کراچی پہونچے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ امریکہ نے یہ اضافہ مالی سال کے وسط میں کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ پاکستانی افسروں نے اپنا معاملہ بہت اچھی طرح حکومت امریکہ کے سامنے پیش کیا ہے ؛

ایران کے وارث تخت شہزادہ علی رضا کی لاش مل گئی

تہران ۲ نومبر۔ آج تہران میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ کل رات تہران سے چالیس میل شمال مغرب میں ایک گاؤں کے نزدیک وارث تخت شہزادہ علی رضا کی لاش مل گئی۔ لاش تباہ شدہ ہوائی جہاز کے اندر تھی۔ بدھ کے روز شہزادہ علی رضا گیبد کاؤس سے چار شستوں کے ایک ہوائی جہاز سے روانہ ہوئے تھے۔ ان کی تلاش شہنشاہ ایران کی ذاتی نگرانی میں کی جا رہی تھی۔ بحیرہ کیسپین کے ساحلی دیہات میں اعلان کیا گیا تھا کہ وہاں کے باشندے شہزادہ کی لاش کو ڈھونڈنے میں مدد دیں۔ آج محل سے اعلان ہوا ہے کہ مرحوم شہزادے کا چار ہفتے تک سوگ منایا جائے گا۔ محل کے تمام جھنڈے سرنگوں کر دیئے گئے اور ریڈیو سے موسیقی کے تمام پروگرام بند ہو گئے ہیں ؛

تین سو فرانسیسی سپاہی الجزائر میں

الجزائر ۲ نومبر۔ الجزائر میں قوم پرستوں کی تحریک کو دبانے میں مدد دینے کے لئے فرانسیسی فوج کے تین سو مزید سپاہی آج فرانس سے الجزائر پہنچ گئے۔ ان سپاہیوں کو ان جگہوں پر تعینات کیا گیا ہے۔ جہاں ہنگامے ہوئے تھے۔ سپاہیوں سے بھرے ہوئے تین جہاز پہلے ہی الجزائر پہنچ چکے ہیں۔ آج فرانسیسی کابینہ کے ایک ہنگامی اجلاس کے بعد الجزائر کے گورنر جنرل ملک میں خاص تدابیر کا اعلان کر دیں گے۔ کل کے زبردست ہنگاموں میں بارہ آدمی ہلاک ہو گئے تھے۔ پولیس نے بہت سے قوم پرستوں کو گرفتار کر لیا ہے ؛

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں طبع کرا کر ۳۱ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۳ نبوت ۱۳۳۳ھ

جماعت اسلامی کا کردار

مورخہ ۲ نومبر ۱۹۵۴ء کے تسنیم میں جس پر لاہور سے دور افتادہ ناظرین تسنیم کو دھوکا دینے کے لئے ۳ نومبر ۵۴ء کی تاریخ درج کی گئی ہے۔ اور یہ دھوکا ہر روز دیا جاتا ہے۔ جو احمدیوں کو تنابز بالالقاب کا مرتکب ہو کر ہمیشہ "قادیانی" اور "مرزائی" لکھ کر نہ صرف احمدیوں کی دلآزاری کرتا ہے۔ بلکہ اس طرح بزعم خود عوام مسلمانوں کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف تنفر پیدا کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ ایک مقالہ "جماعت اسلامی کے خلاف افترا پردازی" کے زیر عنوان جناب ملک نصر اللہ خاں صاحب عزیز کے قلم ستم رقم سے صفحہ ۳ پر شائع ہوا ہے۔ جن کو شاید ان کے اسی کمال کی وجہ سے جماعت اسلامی کے اکابر نے تسنیم کی ادارت سے علیحدہ کر دیا ہے۔

اس مقالہ میں ملک صاحب نے جو حقائق بیان فرمائے ہیں۔ اس کے متعلق تو ہم ابھی لکھیں گے۔ پہلے ہم آپ کی تہذیب گفتگو کے چند کمال جو اس مقالہ میں دکھائے گئے ہیں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔ ملک صاحب فرماتے ہیں "(۱) جماعت اسلامی نے ان خرافات کو ہمیشہ نظر حقارت سے دیکھا ہے۔ (۲) اسی غرض کے لئے الفضل نے "قادیانیوں" کے روایتی مکر و فریب سے کام لیا۔ (۳) اگر الفضل کے ایڈیٹر اور اس کے آقا کی قادیانی جماعت میں دیانت کی کوئی رمق باقی ہے تو اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ دونوں باتیں کذب صریح ہیں۔ (۴) میں "قادیانی" جماعت کے نقیب "الفضل" سے عرض کروں گا۔ کہ اس کو وحی منزل من اللہ کا درجہ دے کر جماعت اسلامی کے کارکنوں کو مطعون کرنے کا کند ہتھیار اس کے مقاصد "مشئومہ" کے لئے ہرگز مفید نہیں ہوگا۔"

یہ مثالیں صرف اسی ایک مضمون سے لی گئی ہیں۔ اگر تسنیم اور کوثر کے گذشتہ فائل اور مدینہ بجنور جس کے کبھی ملک صاحب ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ آپ کے زمانہ کے فائل ملاحظہ کئے جائیں۔ تو دنیا کی شاید ہی کوئی ثقہ اور صالح گالی ہوگی۔ جو جناب ملک صاحب کے نوک قلم سے ادا نہ ہوئی ہو۔ حکومت کو اور احمدیوں کو تو جانے دیجئے۔ شاید ہی کوئی عالم دین ہوگا۔ جو آپ کی زبان درازی سے بچا ہو۔ مدینہ میں تو آپ نے نثر میں علمائے اسلام کے گالیوں ہی قصائد پر قصائد کہے ہیں۔ اور وہ اتنے ثقہ اور پاکیزہ ہیں۔ کہ الفضل تو الفضل کوئی دوسرا اخبار بھی ان کو نقل کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ مولانا سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی پر مصائب لانے میں ملک صاحب کی قلم کاریوں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔

آپ سیدھی بات بھی گالی کا رنگ دیئے بغیر نہیں کر سکتے۔

بعض لوگ حقیقت بیانی کو بھی جو اکثر بزرگ لوگ محض قومی اور انفرادی اخلاق کی گندگیوں کو بیان کرنے کے لئے بطور ناصح جو بجائے باپ کے ہوتا ہے۔ گالیاں سمجھ لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے از روئے انجیل یہودیوں اور ان کے علماء کو سانپ اور بچھو وغیرہ الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔ یا جیسے قرآن کریم میں بھی بعض شقی لوگوں کے لئے ذرا سخت الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً ابولہب کے لئے "تبت یدا ابی لهب" اور اس کی بیوی کے لئے حمالة الحطب کے الفاظ آئے ہیں۔ مگر ملک صاحب کو نہ یہ مقام حاصل ہے۔ اور نہ ان کے ملفوظات حقیقت بیانی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اب مثلاً "قادیانی" اور "مرزائی" کے الفاظ ہی لے لیجئے۔ تمام احمدیوں کو ان القاب سے نامزد کرنا نہ صرف حقیقت کے خلاف ہے۔ بلکہ انہیں محض ان کے خلاف تنفر پھیلانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس شخص میں اسلام کی اس ادنیٰ اصولی رواداری کا بھی حوصلہ نہ ہو۔ کہ کسی کا نام نہیں رکھنا چاہیئے اس کے لئے اقامت دین کا دعوےٰ کتنا مضحکہ خیز ہے۔

چونکہ ملک صاحب کی یہ عادت مرض کی حد تک پہنچ چکی ہوئی ہے۔ اس لئے ہمیں گلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ چند حروف جماعت اسلامی کے دوسرے رہنماؤں کی رہنمائی کے لئے ضبط تحریر میں لائے گئے۔ ورنہ ملک صاحب کو ہمارا جواب یہی ہے۔ کہ

مجھے میرزائی کہا مہربانی
میں ہوں میرزائی میں ہوں قادیانی
جو مُردوں کو زندہ کرے میرزا ہے
یہ مرزائیت ہے مسیح الزمانی
مجھے نام سے کیا کوئی نام رکھ لے
نہیں نام میں کچھ کہ ہے نام فانی
سمجھتے نہیں یہ تکبر کے بندے
زمانہ کی اک ریت ہے یہ پرانی
زمیں کے جہاں سوکھ جاتے ہیں چشمے
فلک سے برستا ہے رحمت کا پانی
میں تنویر نازاں ہوں اس پر کہ ہوں میں
غلام "غلام احمدؐ قادیانی"

شاید آپ کو یہ فرق معلوم نہ ہو۔ حضرت میرزا غلام احمدؐ مسیح موعود علیہ السلام بے شک قادیانی تھے۔ کیونکہ آپ قادیان کے رہنے والے تھے۔ اسی طرح جو احمدی قادیان کا رہنے والا ہے۔ وہ قادیانی کہلا سکتا ہے۔ مگر تمام احمدیوں کو "قادیانی" یا "مرزائی" باوجود ہماری طرف سے اظہار ناپسندیدگی کے کہتے چلے جانا از روئے قرآن کریم یقیناً تنابز بالالقاب ہے۔ اور کوئی سچا پیرو اسلام اس اخلاق کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسا ہی فعل ہے جیسا کہ قریشی مسلمانوں کو "صابی" اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو (خاکم بدہن) ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے۔

تمہید بے شک ذرا طویل ہو گئی ہے۔ لیکن اگر ملک صاحب اس بیماری سے شفا پا جائیں۔ تو اس کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم اس سے بھی زیادہ وقت خرچ کرنے پر تیار ہیں۔ (باقی کل)

جلسہ سالانہ پر "الفضل" کا خاص نمبر

اہل قلم اور مشتہرین اصحاب سے گذارش

خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ اس موقعہ پر قارئین کی خدمت میں الفضل کا ایک خاص نمبر پیش کیا جائیگا۔ اس کی خصوصیات یہ ہوں گی۔

سرورق عمدہ - رنگین طباعت - جس پر متعدد فوٹو بلاک ہونگے

اہل قلم اصحاب سے گذارش ہے۔ کہ وہ اس خاص نمبر کے لئے مضامین ارسال فرمائیں۔

مشتہرین کے لئے یہ ایک نادر موقعہ ہے۔ ابھی سے اپنے اشتہار کے لئے جگہ معین کروا لیں۔ الفضل ایک ایسا اخبار ہے۔ جو دنیا کے کونے کونے میں پڑھا جاتا ہے۔ آپ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ (مینجر الفضل)

اعلان دار القضاء

چوہدری بشیر احمدؐ صاحب چک ۱۲۵/۱۰R ڈاکخانہ جہانیاں ضلع ملتان نے اپنے بھائی چوہدری نبی احمدؐ صاحب (وغیرہ) سکنہ نفیس نگر ڈاکخانہ محمدؐ آباد ضلع میرپور خاص سندھ کے خلاف اراضی سندھ سے متعلق درخواست دے رکھی ہے۔ چوہدری نبی احمدؐ صاحب کو چوہدری بشیر احمدؐ صاحب نے بطور گواہ طلب کیا ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتاریخ ۲۴/۱۱/۵۴ بوقت دو بجے بعد دوپہر دار القضا ربوہ میں پہنچ کر شہادت حقہ کا فرض ادا کریں۔ مورخہ ۲۵/۱۱/۵۴ کو بھی سماعت جاری رہے گی۔ (قاضی سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ پاکستان)

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سٹیج کے ٹکٹ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال جلسہ سالانہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر (ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار) ۱۹۵۴ء کو ہوگا۔ حسب دستور سٹیج ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ جو احباب ٹکٹ حاصل کرنا چاہیں۔ وہ اپنی درخواستیں بتصدیق امیر یا صدر جماعت آخر نومبر تک نظارت ہذا کو بھجوا دیں۔ یاد رہے۔ کہ سٹیج ٹکٹ ایک محدود تعداد میں جاری کئے جائیں گے۔ لہٰذا امراء و صدر صاحبان صرف ایسے احباب کی سفارش کریں۔ جو حقیقتاً مستحق ہوں۔ مثلاً صحابی ہوں۔ ضعیف یا کوئی اور معذوری ہو۔ غیر از جماعت معززین کے لئے بھی انتظام ہوگا۔ جہاں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔ ایسی ٹکٹوں کے حصول کے لئے امراء و صدر صاحبان آپ خود دفتر ہذا کو لکھیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)

روزنامہ الفضل کی اشاعت بڑھانا ہر احمدی کا فرض ہے

108

خطبہ جمعہ

اپنے اعمال کا محاسبہ کرو اور غور کرتے رہو کہ تم جو دعائیں کرتے ہو کیا وہ قبول بھی ہوتی ہیں یا نہیں

کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ دعا کے ساتھ کوشش اور تدبیر بھی کی جائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷ مارچ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سورۃ فاتحہ کی اہمیت

سورہ فاتحہ جو سارے قرآن کا خلاصہ ہے۔ اور جس میں ساری خوبیاں جمع ہیں۔ اپنے اندر بہت سے فائدے رکھتی ہے۔ اس میں بعض باریکیاں ہیں۔ اور ہر ایک کی سمجھ ایسی نہیں ہوتی۔ کہ ان باریکیوں کو سمجھ سکے۔ اس لئے ایک نکتہ بیان کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ سورۃ فاتحہ ایک ایسی سورت ہے۔ کہ علاوہ اس اہمیت کے کہ یہ جامع ہے۔ اور اس کے اندر انسان کو دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ یہ اہمیت بھی رکھتی ہے۔ کہ قرآن کی دوسری سورتوں کے بالمقابل یہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

سورہ فاتحہ کی دعا سے یکسانیت پیدا کرو

اگر غور کیا جائے۔ تو کم از کم ایک انسان چالیس دفعہ ضرور اسے ہر روز پڑھتا ہے۔ پھر نماز کے علاوہ بھی اسے پڑھتے ہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ ایک سو بار سے زیادہ دفعہ یہ دعا روزانہ پڑھی جاتی ہے۔ اس میں دعا سکھائی گئی ہے۔ جس کے متعلق ہمیں سوچنا چاہیئے۔ کہ جو دعا اس کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔ اس کا کوئی اثر بھی ہے یا نہیں۔ اور اس کے مطابق ہماری حالت ہے یا نہیں۔ اس میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی دعا سکھائی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ وہ سیدھا راستہ کہ دکھایا تو نے اپنے ان لوگوں کو جن پر تیری نعمتیں نازل ہوئیں۔ وہ سیدھا راستہ بتا۔ جو بتایا تو نے ان لوگوں کو جو منعم علیہ تھے۔ اور وارث تھے تیرے فضلوں کے۔ پھر یہی نہیں۔ کہ سیدھا راستہ دکھا۔ اور بتا بلکہ یہ بھی کہ ہمیں اس سیدھے رستہ پر چلا بھی۔ تا ہم اس پر چل کر تیری نعمتوں کو پا سکیں۔

یہ دعا ہے۔ جو اس سورت میں سکھائی گئی ہے۔ اس پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا ہماری حالتیں اس کے مطابق ہیں؟ دن رات یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ اور نہیں تو کم از کم پانچ دفعہ تو ضرور پڑھی جاتی ہے۔ پس آپ لوگ اپنے نفسوں پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا جو ہم روز کرتے ہیں۔ کیا وہ قبول ہو رہی ہے یا نہیں۔ کیا جو شے ہم اس میں طلب کرتے ہیں۔ وہ ہمیں مل رہی ہے؟ اور کیا ہماری حالت اس دعا کے مفہوم کے مطابق ہو گئی ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم میں کیا مانگا جاتا ہے

اھدنا الصراط المستقیم میں ہم طلب کرتے ہیں کہ اے خدا سیدھا رستہ دکھا۔ وہ رستہ جو دکھایا تو نے اپنے نیک اور مومن بندوں کو جو تیرا انعام پانے والے ہوئے۔ ہر مسلمان یہ دعا کئی بار دن میں پڑھتا ہے اور جو اسے پڑھتا ہے وہ اس پر ایمان بھی رکھتا ہوگا۔ وہ آخر خدا پر ایمان رکھتا ہوگا۔ توحید پر ایمان رکھتا ہوگا۔ ملائکہ پر ایمان رکھتا ہوگا۔ قرآن پر ایمان رکھتا ہوگا۔ رسالت پر ایمان رکھتا ہوگا۔ حشر و نشر اور قضاء و قدر کو مانتا ہوگا۔ پس جب وہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کہتا ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ اے خدا میرا یہ ایمان ہو جائے۔ کہ تو خدا ہے اور تیری توحید ہے۔ ملائکہ تیری مخلوق ہیں۔ قرآن تیرا کلام ہے۔ حشر و نشر اور قضاء و قدر تیرے حکم اور اختیار سے ہے۔ یہ تو وہ پہلے ہی مانتا ہے۔ اور ان سب پر اس کا پہلے ہی ایمان ہے۔ پھر اس کا کیا مطلب ہوا۔ کہ وہ اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اے خدا جس مقام پر میں ہوں۔ تو مجھے اس سے آگے لے جا۔ کیونکہ اگر صرف یہ ہو۔ کہ مجھے یہ باتیں حاصل ہوں۔ تو یہ تو اسے پہلے حاصل ہیں۔ اور کون ہے جو پہلی حاصل شدہ چیزوں کو مانگے۔ پس اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ دعا مانگنے والا یہی مانگ رہا ہے۔ کہ جس مقام پر ہوں۔ اس سے آگے ترقی دے۔ جو عقائد ہیں انہیں زیادہ مضبوط کر دے۔ ایمان اور یقین کو زیادہ کر دے۔ قرآن پر جو ایمان ہے رسول پر جو ایمان ہے۔ ملائکہ پر جو ایمان ہے۔ اس میں ترقی ہو۔ جو علم حاصل ہے۔ وہ اس سے زیادہ ہو جائے۔ قرآن اور حدیث کے مطالب پہلے سے زیادہ مجھ پر کھل جائیں۔ غرض جس وقت یہ دعا مانگی جاتی ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ دعا مانگنے والا موجودہ حالت سے آگے ترقی چاہتا ہے۔ اور یہ خواہش کرتا ہے۔ کہ جو کچھ مل چکا ہے۔ وہ اور بھی زیادہ ہو۔

مثلاً کوئی شخص اعمال کے متعلق دعا کرے۔ جیسے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور عام اخلاق ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ اھدنا الصراط المستقیم میں یہ دعا کر رہا ہے۔ کہ مجھے نماز مل جائے۔ روزہ مل جائے۔ یا عام اخلاق مجھے مل جائیں۔ کیونکہ جو شخص اھدنا الصراط المستقیم کے الفاظ میں دعا کر رہا ہے۔ وہ مسلمان ہے۔ اور مسلمان کو یہ سب چیزیں پہلے ہی مل چکی ہیں۔ تو اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ یہ پہلے سے اچھے طریق پر ادا ہوں۔ اور اچھی طرح مجھے حاصل ہوں۔ اگر یہ مفہوم نہیں۔ تو پھر یہ فضول اور لغو بات ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسی چیز مانگتا ہے۔ جو اسے پہلے ہی مل چکی ہے۔

اگلے جہان کا قیاس

پس پانچ وقت جو یہ دعا مانگی جاتی ہے۔ اس کے متعلق دیکھنا بھی چاہیئے۔ کہ قبول ہو رہی ہے یا نہیں۔ اور کیا اس سے کوئی تبدیلی پیدا ہو رہی ہے یا نہیں۔ ایک نماز میں جب یہ دعا کی گئی ہے۔ تو کیا یہ فرض نہیں کہ دوسری نماز میں دیکھا جائے۔ کہ اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ اور کہاں تک ترقی ہوئی۔ مثلاً اگر صبح کی نماز میں ایک شخص اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے۔ اور مفہوم میں یہ بات داخل رکھتا ہے۔ کہ جو کچھ مجھے مل چکا ہے۔ اس میں ترقی ہو۔ تو کیا یہ فرض نہیں کہ وہ بعد کی نماز میں غور کرے۔ کہ کہاں تک ترقی ہوئی۔ وہ اپنے اعمال میں دیکھے۔ اپنے معاملات میں دیکھے۔ اپنے حالات میں دیکھے۔ کہ کس قدر بہتری پہلے کی نسبت ان میں پیدا ہوئی۔ اور یہ کہ کیا ان میں کوئی تبدیلی ہوئی یا نہیں۔ ان میں کچھ فرق ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ صرف مقررہ الفاظ دہرا رہا ہے۔ وہ ٹونا کر رہا ہے۔ وہ جادو کر رہا ہے۔ وہ بالکل ویسے ہی طور پر کام کر رہا ہے۔ جیسے بعض بوڑھی عورتیں چند دعاؤں پر عمل کرتی ہیں۔

پس جب تک اس دعا کا مفہوم یہ نہ ہوگا۔ کہ جو کچھ مل چکا ہے۔ اس میں ترقی ہو۔ تو اس دعا کا پڑھنا ایک فضول اور لغو بات ہوگی۔ اس لئے ہر ایک شخص کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ہر نماز میں سوچ لے۔ کہ میری پہلی دعا کا کیا نتیجہ نکلا۔ پھر اس کے ساتھ اسے یقین ہونا چاہیئے۔ کہ میری دعا قبول ہو گئی۔ کیونکہ اگر یہ یقین نہ کیا جائے۔ اور یہ مانا جائے۔ کہ جو کچھ ہونا ہوتا ہے۔ وہ تو خدا کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ انسان کے کہنے سے اس میں تغیر نہیں ہوا کرتا۔ اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ ہزارہا دعائیں جو پاک لوگوں نے کیں۔ وہ پھینک دی گئیں۔ ہزار ہا دعائیں جو راستباز انسانوں نے مانگیں اجابت کے مقام پر نہ پہنچیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ جو کچھ کرتا ہے خدا تعالےٰ ہی کرتا ہے۔ لیکن اس میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ انسان جو کچھ کہے اسے بھی سنتا ہے۔ اور اس کے مطابق اسے اجر دیتا ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ کسی کی دعا میں کوئی نقص ہو۔ اور وہ پھینک دی گئی ہو۔ اور اجابت کے مقام پر نہ پہنچی ہو۔ لیکن یہ بات بالکل درست ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انسان کی دعائیں سنتا ہے۔ اور پھر جو دعا وہ خود سکھائے۔ وہ تو ضرور اس قابل ہوتی ہے۔ کہ سُنی جائے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہوتی ہے۔ کہ انسان اس کے مانگنے میں اپنی نادانی اور غلطی سے کوئی نقص نہ پیدا کر دے۔ لیکن باوجود اس بات کے کہ یہ دعا خود خدا تعالےٰ نے سکھائی۔ اگر یہ دعا اپنا اثر ظاہر نہ کرے۔ اور مانگنے والے کے اندر پہلے کی نسبت کوئی فرق پیدا نہ ہو۔ اور اسے ان چیزوں میں جو اسے مل چکی ہیں۔ ترقی محسوس نہ ہو۔ تو اسے فکر کرنی چاہیئے۔ کہ جس بات نے اس کو یہاں فائدہ نہ دیا۔ جس سے اس کو اس جگہ کوئی ترقی نہ ہوئی۔ اس سے اس کو کیا امید ہو سکتی ہے۔ کہ مرنے کے بعد قیامت کے دن کچھ ترقی ہوگی۔ کیونکہ مرنے کے بعد کی ترقی اس کے اپنی اعمال اور عقائد اور ایمان پر ہے۔ جو اس جہان میں ہوں گے۔ اور اگر ان میں اس جگہ کوئی ترقی نہیں۔ تو قیامت کے دن اسے کہاں ترقی مل سکتی ہے۔ پس ایسے شخص کو یہیں سے اپنی آئندہ کی حالت پر قیاس کرنا چاہیئے۔ اور اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ جو پہلی منزل طے نہیں کر چکا۔ وہ دوسری منزل کیسے طے کر سکتا ہے۔

قبولیت دعا کا اثر

ایک مومن اور سچا مومن ایک دن کی دعا کا اثر دوسرے دن دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ اسی دن کی دوسری نماز میں دیکھتا ہے۔ پھر ایک نماز کی دعا کا اثر دوسری نماز میں دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک رکعت کی دعا کا اثر دوسری رکعت میں دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ کہ کیا

وہ قبول ہوئی یا نہیں۔ اور اس نے کیا اثر پیدا کیا۔ پہلی حالت اور اس حالت میں کس قدر فرق پیدا ہوا۔ کہاں تک ترقی ہوئی۔ لوگ گورنمنٹ کے حکام کے پاس عرضیاں لے کر جاتے ہیں۔ اور وہاں گھنٹوں بلکہ پہروں انتظار کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے گھر کوئی انتظار کرنا نہیں پڑتا۔ ہاں جن امور کے اس نے اوقات مقرر رکھے ہیں۔ ان میں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ اپنی مدتِ معینہ پر ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص بچہ کے لئے دعا مانگتا ہے۔ اب اگر اس کی دعا قبول ہو جائے۔ تو یہ نہیں ہوگا۔ کہ اسی وقت بچہ پیدا بھی ہو جائے۔ اس کے لئے اگر زیادہ نہیں۔ تو کم از کم نو سوا نو مہینہ کا عرصہ لگے گا۔ کیونکہ بچہ کی پیدائش کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اتنا عرصہ لے کر دنیا میں آئے۔ پس صرف ان امور میں جن میں خدا نے وقت مقرر کر رکھا ہے۔ مقررہ وقت تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور باقی سب میں کوئی انتظار نہیں۔ اور وہ اکثر دعا کے ساتھ ہی مل جاتے ہیں۔ چنانچہ علم اور عقائد وغیرہ ہیں۔ جو الہاماً ملتے ہیں۔ اور اسی وقت نازل ہوتے جاتے ہیں۔ جس وقت ان کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ متواتر تجربہ کیا گیا۔ کہ ابھی وہ رکعت ختم نہیں ہوتی۔ جس میں ایسی دعا کی جاتی ہے۔ کہ بہت سے حقائق و معارف کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ اور کئی دفعہ تو ایسا بھی ہوا ہے۔ کہ اگر دعا ٹھیک طور پر کی جائے۔ تو پیشتر اس کے کہ سجدہ سے سر اٹھایا جائے۔ سورت کی سورت کے مطالب ظاہر ہو گئے ہیں۔

فکر باید کرد

اگر کسی انسان کی دعا مضبوط نہ ہو۔ اور جلدی اثر نہ کرے۔ تو کم از کم یہ تو چاہیئے۔ کہ دوسری نماز تک ہی فرق پڑ جائے۔ اگر یہ بھی نہیں۔ تو کم از کم دوسرے دن تک ہی فرق پیدا ہو جائے۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے۔ کہ اس سے بھی زیادہ اس کی دعا کمزور تھی۔ تو کم از کم ایک ہفتہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں کوئی تبدیلی پیدا ہو جانی چاہیئے۔ یہ بھی اگر نہیں۔ تو کم از کم ایک ماہ کے بعد ہی کوئی اثر پیدا ہونا چاہیئے۔ اور اگر اس عرصہ میں بھی کوئی اثر پیدا نہیں ہوا۔ اور دعا کرنے والے کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ تو کم از کم وہ سال جن کے ساتھ اس کی زندگی گنی جاتی ہے۔ اس قسم کے ہونے چاہئیں جن میں تبدیلی ہو۔ اور ہر سال اپنے پہلے سال سے بڑھ کر ترقی پر ہو۔ لیکن اگر اس حد تک پہنچ کر بھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ اور باوجود سال بھر دعا کرنے کے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علم میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ اس کے عمل میں کوئی مضبوطی نہیں ہوئی۔ اس کے اخلاق میں کوئی زیادتی نہیں ہوئی تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس کی دعا میں نقص تھا۔ اور اس وقت پھر حالت بدلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یا تو دعا کرنے والے کے اخلاص میں فرق ہوتا ہے۔ کہ وہ اخلاص سے اھدنا الصراط المستقیم نہیں کہتا۔ بلکہ رسمی طور پر کہتا ہے۔ اس لئے اس کا اثر نہیں ہوتا۔ یا اس کے ساتھ کچھ اور نقص پیدا کر لیتا ہے۔ جس سے کوئی اثر اور تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ ورنہ دعا ایسی چیز نہیں۔ کہ اسے بے اثر کہا جائے۔ پس ایک آدمی اگر اھدنا الصراط المستقیم کے معنے یہ نہیں خیال کرتا۔ کہ موجودہ مقام سے ترقی ملے۔ اور اگر صراط الذین انعمت علیہم میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ ؑ و حضرت عیسیٰ ؑ وغیرہ تمام خدا کے نبی مد نظر نہیں ہوتے۔ بلکہ صرف یہ جملہ ہی سامنے ہوتا ہے۔ تو ایسا شخص منزلِ مقصود پر نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اور اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور اسے کوئی ترقی نہیں ملتی۔ کیونکہ وہ دعا نہیں کرتا۔ بلکہ ایک جملہ رٹتا ہے۔

کیوں دعا قبول نہیں ہوتی

بعض دفعہ دعا مانگنے والا اس کے آئیڈیل Ideal کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ تو اس وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور کبھی دعا کے ساتھ سچی تڑپ نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی دعا کرنے والا اصلی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے دعا قبولیت کے مقام تک نہیں پہنچتی پھر دعا کے واسطے توجہ اور یقین کی ضرورت ہے۔ ایک شخص کو دعا کرتے وقت اس بات کا یقین ہونا چاہیئے۔ کہ جو کچھ میں مانگ رہا ہوں۔ وہ دیا جائے گا۔

دعا کے ساتھ تدبیر اور کوشش

گو یہ ضروری ہے۔ کہ دعا کے ساتھ توجہ ہو۔ گو یہ ضروری ہے۔ کہ دعا کے ساتھ یقین ہو۔ گو یہ ضروری ہے۔ کہ دعا کے ساتھ سچی تڑپ اور اصلی کوشش ہو۔ لیکن اس کے ساتھ تدبیر کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ جو انسان دعا بھی کرتا ہے۔ اور تدبیر بھی کرتا ہے۔ وہ کامیابی کا منہ بہت جلد دیکھ لیتا ہے۔ ایک دفعہ ایک بزرگ کے پاس ایک سپاہی آیا۔ کہ حضور دعا کریں۔ کہ میرے گھر اولاد ہو۔ جواب میں انہوں نے کہا۔ بہت اچھا ہم دعا کریں گے۔ وہ شخص اٹھا اور گھر جانے کی بجائے کہیں اور جانے لگا۔ بزرگ نے کہا۔ تمہارا گھر کدھر ہے۔ اس نے کہا۔ کہ میں فوج میں ملازم ہوں۔ اس لئے ادھر جا رہا ہوں۔ اس نے کہا پھر میری دعا کیا فائدہ کرے گی۔ تم بچے کی درخواست کرتے ہو۔ اور خود گھر سے باہر جا رہے ہو۔ بچے کے لئے دعا کرانی ہے۔ تو بیوی کے پاس رہو۔ غرض دعا کے ساتھ تدبیر کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ طاقت اور امکان کے مطابق کوشش بھی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص دعا کے ساتھ کوشش نہیں کرتا۔ وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ یونہی مجھے سب کچھ مل جائے۔ غرض دعا کے ساتھ تدبیر اور کوشش ہوا کرتی ہے۔ صرف کوشش سے بسا اوقات لوگ ناکام رہ جاتے ہیں۔ لیکن اگر دعا اور کوشش دونوں ہوں۔ تو کامیابی ملتی ہے۔ جب انسان ایک قدم اٹھائے۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے دو قدم اٹھتے ہیں۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے عقائد اور اعمال کی اصلاح کی جائے۔ اور دعا کے ساتھ کوشش اور تدبیر کو اختیار کیا جائے۔

مسیح موعودؑ کی برکات اور قرآن کریم کا تفوق

قرآن شریف کی طرف توجہ نہ کرنے سے ہی یہ ساری خرابی پیدا ہوئی۔ کہ لوگ لفظوں پر گر گئے۔ اور مطلب کی طرف سے غفلت اختیار کر لی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس پر اعتراض ہونے شروع ہو گئے۔ اب دیکھ لو۔ یہی قرآن جو پہلے تھا۔ اب بھی ہے۔ مگر پہلے اس پر ساری دنیا اعتراض کرتی تھی۔ اس لئے کہ خود مسلمان اس پر توجہ نہیں کرتے تھے۔ اور اس کے مطالب سیکھنے کے لئے دعا نہیں کرتے تھے۔ لیکن اسی قرآن کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھے۔ تو لوگوں کی گردنیں جھکا دیں۔ کیونکہ وہ اھدنا الصراط المستقیم کہنے کے موقعہ پر اپنی دعا میں یقیناً یہ مفہوم رکھتے تھے۔ کہ الٰہی قرآن کے علوم کو مجھ پر کھولا جائے۔ چنانچہ ان پر کھولے گئے۔ غور کرو یہی قرآن ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اس میں کوئی دلیل نہیں۔ یہ جو بات کہتا ہے۔ بلا دلیل اور بلا ثبوت کہتا ہے۔ اس کی عبارت بھی بے ترتیب ہے۔ لوگوں کے نزدیک یہ بالکل ظنی تھا۔ غیر یقینی تھا۔ حقائق سے خالی تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کو لے کر اٹھے اور جہان پر ثابت کر دیا۔ کہ اس کی ہر بات با دلیل ہے۔ اور اس کا ہر دعویٰ با ثبوت ہے۔ یہ بالکل یقینی ہے۔ اور ایسا صحیفہ ہے جس کی مثل کوئی کتاب نہیں۔ پھر کسی وقت تو یہ حالت تھی۔ کہ اس کے ماننے والے بھی یہاں تک کہتے تھے۔ کہ گیارہ سے لیکر پانچ تک اس کی آیتیں منسوخ ہیں۔ مگر حضرت مرزا صاحبؑ اٹھے اور کہا۔ اس میں سے ایک لفظ بھی منسوخ نہیں۔ اور بتا دیا کہ یہ بالکل وہی قرآن ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور جو آپؐ کے صحابہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ آخری زمانہ میں شاہ ولی اللہ صاحب بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ مگر وہ بھی کہتے تھے۔ قرآن کریم کی پانچ آیتیں منسوخ ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے وہ معارف کھول کر بتائے۔ کہ لوگ حیران رہ گئے۔ اور فرمایا کہ پانچ آیتیں چھوڑ پانچ شوشے بھی قرآن کریم کے منسوخ نہیں جو حضرت ولی اللہ شاہ صاحب کہ پانچ آیتیں منسوخ کہتے تھے۔ اور کہا ایک احمدی کہ وہ اب ایک آیت کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا۔

ترتیب قرآنی

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ اس کی ترتیب عبارت بھی بہت اعلیٰ ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی یہ ایک بے مثل کتاب ہے۔ چنانچہ ہم میں سے علوم کا مطالعہ کرنے والے آج کہتے ہیں۔ کہ اس کی عبارت بے جوڑ نہیں۔ بلکہ نہایت اعلیٰ اور مکمل ترتیب کے ساتھ ہے۔ اور اس میں اتنا رشتہ ہے۔ کہ دنیا کی کسی کتاب میں اتنا رشتہ نہیں پایا جاتا۔ لوگ سمجھا کرتے تھے۔ کہ یہ نعوذ باللہ برات سند کی طرح ایک کتاب ہے اور بس۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ یہ بالکل فطرت انسانی کے مطابق کتاب ہے۔ ہر ایک حکم جو اس میں ہے۔ اور ہر ایک عقیدہ جو اس کے ذریعہ پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے لئے دلائل عقلی اور نقلی دونو اس میں موجود ہیں۔ اور بتا دیا۔ کہ اگر کوئی کتاب ایسی ہے کہ دنیا اس پر عمل کر سکتی ہے۔ اور وہ دنیا کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ تو وہ قرآن کریم ہے۔ پھر ہزاروں روپیہ انعام مقرر کیا۔ کہ کوئی ایسی کتاب پیش کرو۔ مگر چند ان مضامین کے مقابلہ کے لئے دنیا بھی لوگوں کو بلایا۔ جو آپ نے قرآن کریم کے حقائق کے متعلق لکھے۔ اور جن کے متعلق آپ نے بڑے زور کے ساتھ دعویٰ کیا۔ کہ اگر زیادہ نہیں۔ تو ان کے برابر ہی معارف دکھا دو۔ اور انعام لے لو۔ مگر لوگ نہ کر سکے۔ پس یہ فرق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہے۔ لیکن یہ فرق کیوں ہے؟ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اھدنا الصراط المستقیم کہتے۔ تو وہ یقیناً یہ دعا مانگ رہے ہوتے تھے۔ کہ مجھ پر قرآنی علوم پہلے سے زیادہ کھولے جائیں۔ اگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حقائق کھولے گئے۔ اور علوم عطا کئے گئے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام پر حقائق کھولے گئے۔ اور علوم عطا کئے گئے۔ اگر عیسیٰؑ ابراہیم اور نوح علیہم السلام پر حقائق کا انکشاف کیا گیا۔ اور ان کو علوم عطا کئے گئے۔ تو ہم پر بھی ان حقائق کو واضح فرما دیا جائے۔ اور ہم پر بھی ان علوم کو کھولا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی قرآن دانی

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا بھی یہی طریق تھا۔ آپ فرمایا کرتے کوئی اعتراض قرآن پر کرے۔ میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر مجھے جواب معلوم نہ بھی ہوگا تو بھی خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے۔ کہ میں سمجھا دوں گا۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ آپ بھی جب اھدنا الصراط المستقیم کہتے تھے۔ تو اسی مفہوم کو مد نظر رکھ کر کہتے تھے۔ کہ قرآن کے علوم مجھ پر کھولے جائیں۔ اور انہیں یہ یقین تھا۔ کہ خدا تعالیٰ ضرور اس دعا کو سنتا ہے۔ اور قرآنی علوم ان پر منکشف کرتا ہے۔

ایک شاندار نکتہ

میں نے اپنی ذات میں بھی دیکھا ہے۔ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے قرآن شریف اور بخاری پڑھا کرتا تھا۔ تو آپ نے آدھ آدھ سیپارہ روز پڑھا کر دو ماہ میں سب ختم کرا دیا۔ میں جب کچھ پوچھنا چاہتا۔ تو فرماتے میاں گھر جا کر سوچ لینا۔ دوسرے پڑھنے والوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے اگر میں کوئی سوال کرتا۔ تو فرماتے میاں اٹھو۔ ادھر آ کر بیٹھو۔ غرض اس طرح پڑھانے کے بعد فرمایا۔ جو علم نور دین کو آتا تھا۔ وہ پڑھا دیا۔ اس کے اندر ایک نکتہ تھا۔ اور وہ یہ کہ

ایک مسلمان کے لئے صرف اتنا ضروری ہے۔ کہ وہ قرآن پڑھے۔ اور اس کو اچھی طرح سمجھ لے۔ باقی جو علوم ہیں وہ تو خدا کے سکھانے سے آتے ہیں۔ ان کے متعلق اسے اپنے طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔ اور خدا تعالیٰ سے حاصل کرنے چاہیئیں۔ میں اگر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی باتوں کو ہی لکھ رکھتا۔ تو آج ان اعتراضوں کے جواب کہاں سے لاتا۔ جو اسلام پر ہو رہے ہیں۔ کیا انہوں نے ہمیشہ زندہ رہنا تھا۔ نہیں۔ اس لئے انہوں نے وہ گر مجھے بتا دیا جو ان کے بعد بھی میرے کام آنے والا تھا۔ اور اب میں وہ گر تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کے وقت اس قسم کے مطالب مدنظر رکھنے بہت زیادہ مفید ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ ہر ایک بات خود بتاتا اور سمجھاتا ہے۔ اور تمام علوم کا انکشاف کر دیتا ہے۔

اصل علم خدا ہی عطا کرتا ہے۔

دراصل علوم خدا ہی کی طرف سے دیئے جاتے ہیں جو الہاماً نازل ہوتے ہیں۔ اگرچہ استاد بھی پڑھاتے ہیں۔ مگر وہ خود بھی اس بات کے محتاج ہیں۔ کہ انہیں کسی اور جگہ سے بتایا جائے۔ اور پھر ان کے پڑھائے ہوئے علوم ان کے برابر کب ہو سکتے ہیں۔ جو الہام کے ذریعہ پڑھائے جاتے ہیں۔ ایک استاد تھا۔ اس نے چند خطوط جمع کر کے طاقچے پر رکھ چھوڑے تھے۔ اور اپنے شاگردوں کو طاقچوں پر پڑے ہوئے خط رٹا دیتا تھا۔ ایک دفعہ ایک لڑکے کے باپ کے پاس کہیں سے خط آیا۔ اس نے بیٹے کو پڑھنے کے واسطے دیا۔ بیٹے نے انہیں خطوں کا مضمون پڑھنا شروع کر دیا۔ جو استاد نے رٹائے ہوئے تھے۔ باپ نے کہا۔ کیا کرتے ہو۔ بیٹے نے جواب دیا خط پڑھ رہا ہوں۔ باپ نے حیران ہو کر کہا۔ اس میں یہ تو نہیں لکھا۔ جو تم نے استاد کے پاس سے آیا ہے۔ ماں آگرہ میں وہ خط جو استاد نے اسے دیا تھا پڑھ دیا اور کہا یہی خط پڑھنا آتا ہے۔ جو استاد جی نے طاقچے پر ہے۔ تو استادوں کا پڑھایا ہوا طاقچے پر رکھے ہوئے خطوں کی مانند ہوتا ہے۔ اصل علم خدا ہی سے انسان حاصل کرتا ہے۔

خدا سے علم حاصل کرنے کا طریق

لیکن اس کے لئے کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور کوشش یہی ہے کہ خدا ہی سے کہے۔ کہ مجھے علم سکھلایئے۔ اور اس میں زیادتی کیجئے۔ جس شخص کے کاموں کی بنیاد محض عقل و فہم پر ہوتی ہے۔ اسے کیا خبر کہ دشمن نے کہاں سے آنا ہے۔ اور کیا اعتراض کرنا ہے۔ اس لئے وہ اکثر تکلیف میں پڑتا ہے۔ اور کئی اعتراضوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور نہ ہی اپنی ذات کے لئے کوئی مفید بات پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن جس کی بنیاد ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پر ہوتی ہے۔ وہ ہر موقعہ پر خدا تعالیٰ سے مدد پاتا ہے۔ اور ان علوم کی وجہ سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے جاتے ہیں۔ ہر موقعہ پر اس سے غلبہ دیا جاتا ہے۔ اور ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم پر اپنی بنیاد رکھنے والے میں خدا نازل ہوتا ہے۔ وہ اس کی زبان ہوتا ہے۔ اس کا دماغ ہوتا ہے۔ وہ ہر موقعہ پر اس کی مدد کرتا ہے۔ اور جیسی ضرورت ہو ویسا ہی علم سکھا دیتا ہے۔

(الفضل یکم اپریل ۲۷ء)

تحریک خاص

۱۰۹

مجلس مشاورت منعقدہ اپریل ۱۹۵۴ء کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تین سال کے لئے تحریک خاص جاری فرماتے ہوئے اس کی شرح موصی صاحبان کے لئے دو پیسے اور غیر موصی احباب کے لئے ایک پیسہ فی روپیہ مقرر کی تھی۔ اور اس تحریک کو لازمی قرار دیا تھا۔

تحریک خاص کے تمام کوائف کی اطلاع تقریباً تمام جماعتوں کو ان کے نمائندگان مجلس مشاورت کے ذریعہ ہو چکی ہے۔ نظارت بیت المال نے مطبوعہ گشتی چٹھیوں۔ اخباری اعلانات اور دستی چٹھیوں کے ذریعہ بھی اس تحریک کی شرح اور اس کے لازمی ہونے کی خصوصیت سے تمام جماعتوں کو مطلع کرتے ہوئے تحریک خاص کے بجٹوں کا مطالبہ کیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ کئی جماعتوں کی طرف سے بجٹ تحریک خاص موصول ہو چکے ہیں۔ مگر ایک بڑی تعداد ایسی جماعتوں کی بھی ہے۔ جنہوں نے ابھی تک بجٹ تحریک خاص نہیں بھجوائے۔ حالانکہ صدر انجمن احمدیہ کے مالی سال کا نصف گذر چکا ہے۔ بیرونی جماعتوں کے عہدیداروں کو چاہیئے۔ کہ تحریک خاص کے بجٹ جلد از جلد مکمل کر کے نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ اور اس بارہ میں مزید تساہل روا نہ رکھیں۔

جیسا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تحریک کے اجراء کے وقت اعلان فرمایا تھا۔ یہ تحریک اختیاری نہیں لازمی ہے۔ اور خاص حالات کے تقاضہ کی وجہ سے اس تحریک کو جاری کیا گیا ہے۔ احباب کو اس بات کا بخوبی علم ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو اس وقت کس قسم کے حالات کا سامنا ہے۔ اور دنیا میں کیا تغیرات رونما ہو رہے ہیں۔ لہٰذا چندہ تحریک خاص کی اہمیت کا اندازہ موجودہ حالات سے کیا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ تحریر ہے کہ اس چندہ کی رفتار وصولی نہایت سست ہے جس سے ظاہر ہے۔ کہ جماعتوں نے اس چندہ کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں کی۔ جس کی وجہ ایک حد تک یہ ہو سکتی ہے۔ کہ عہدیداران نے اس تحریک کی اہمیت احباب کے ذہن نشین نہیں کرائی۔ چنانچہ وصولی کی یہ حالت ہے۔ کہ سال رواں کے پہلے نصف میں چندہ تحریک خاص میں بلحاظ بجٹ تقریباً اسی ہزار کی کمی واقع ہو گئی ہے۔ جو نہایت تشویشناک ہے۔

عہدیداران جماعت کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ تحریک خاص کی طرف پوری توجہ دیں۔ اور چندہ کی وصولی کو ہر ممکن ذریعہ سے تیز تر کر کے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیں۔ اور اپنی مساعی کی رپورٹ نظارت بیت المال میں وقتاً فوقتاً بھجواتے رہیں۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) میری ہمشیرہ زینب اہلیہ ملک محمد انور ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور عرصہ سے بیمار چلی آتی رہی ہے احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔ عنداللہ ماجور ہوں۔ (محمد شفیع نوشہروی محلہ دارالرحمت ربوہ)

(۲) خاکسار سخت بیمار ہے۔ کامل صحت کے لئے اور دشمنوں کے شر سے بچنے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ڈاکٹر محمد شفیع پنشنر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ)

(۳) میری ہمشیرہ صاحبہ چند دنوں سے بیمار ہیں۔ اور منٹگمری ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے ان کی مکمل صحت یابی کے لئے عاجزانہ درخواست ہے۔ (شیخ حمی اللہ اسلام نسیم سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کنری سندھ)

(۴) میری ہمشیرہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے (خاکسار عبد الرحمٰن بھٹہ "سلینڈ ایر" کے ای میڈیکل کالج۔ لاہور) (۵) میرے چچا صاحب ملک ظہور احمد صاحب ولد میاں اللہ دتہ صاحب صدر انجمن مہاجرین بدین ضلع حیدر آباد سندھ دل کی بیماری کی وجہ سے بیمار ہیں احباب دعائے صحت فرمائیں۔ (ملک عبد الرحمٰن احمدی قائد مجلس خدام الاحمدیہ بمقام بدین ضلع حیدر آباد سندھ)

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ ۹ نومبر ۱۹۵۴ء بروز منگل

امراء و صدر ان و سیکرٹریان تبلیغ صاحبان مطلع رہیں کہ حسب دستور سابق مورخہ ۹ نومبر ۱۹۵۴ء بروز منگل سرکاری طور پر یوم "سیرۃ النبی" صلی اللہ علیہ وسلم، منایا جا رہا ہے۔ تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ اہتمام کے ساتھ اس دن جلسے منعقد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی "حیات طیبہ" پر تقاریر کا انتظام کریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی جائے۔ طالبعلموں اور چھوٹے بچوں کو بھی موقعہ دیا جائے۔ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی ایک مشہور واقعہ بیان کریں۔

ضروری نوٹ:۔ گذشتہ پرچوں میں ۱۰ نومبر بروز بدھ کو یوم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا اعلان ہوا تھا۔ اب چونکہ سرکاری طور پر اس تقریب کے لئے ۹ نومبر کی تاریخ کا اعلان ہو چکا ہے۔ اس لئے احباب ۹ نومبر بروز منگل کو جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد فرمائیں۔

امریکی کانگرس کے انتخابات

۴ نومبر کو امریکہ کے لوگ اگلے ۲ سال کے لئے نئی کانگریس .... کا انتخاب کر رہے ہیں۔ اسی دن کانگرس کے علاوہ ہزاروں ریاستی۔ مقامی حکام کا انتخاب بھی عمل میں آئیگا ذیل میں امریکی کانگرس کے انتخاب کے طریق کار کانگرس کی ہیئت ترکیبی اور اس کے فرائض پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ امریکی کانگریس امریکی انتظام میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے انتخاب کا ملک کی سیاسیات پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے امریکہ کے حکومتی نظام کو سمجھنے کے لئے کانگرس کے متعلق ضروری معلومات کا علم ہونا ضروری ہے۔

امریکی کانگریس کے انتخابات

عوام کی حکومت جیسا کہ امریکہ میں رائج ہے۔ سیاسی مسائل کے بارے میں اور امیدواروں کو آزادانہ طور پر ووٹ دینے کے شہریوں کے حق اور اس طرح اپنی پسند کی قانون ساز جماعتوں اور انتظامی عہدیداروں کو منتخب کرنے کے حق پر مبنی ہے۔

امریکی کانگرس کے ارکان کا انتخاب ہمیشہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ وہ قومی حکومت کے اس شعبہ میں عوام کے براہ راست نمائندے ہوتے ہیں جو قانون سازی کرتا ہے۔ اور اپنے منظور شدہ قانون کو نافذ کرنے کے ذرائع مہیا کرتا ہے۔

امریکی کانگرس دو شعبوں پر مشتمل ہے۔ سینٹ اور ایوان نمائندگان امریکی آئین کے مطابق ان دونوں اداروں کی ہیئت ترکیبی کی غرض و غایت امریکہ کی ۴۸ ریاستوں میں ہر ریاست کے عوام کو مکمل اور منصفانہ نمائندگی عطا کرتا ہے۔ اس مقصد کو ایک ایسے نظام کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہے۔ جو ہر ریاست کو بحیثیت مجموعی کافی نمائندگی کی ضمانت دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی زیادہ آبادی والی ریاستوں اور مقامی حکومتوں کو بھی کافی نمائندگی حاصل ہوتی ہے۔

اس نظام کے تحت ریاست ہائے متحدہ کی سینٹ ۹۶ ارکان پر مشتمل ہے۔ سینٹ میں امریکی وفاق کی ہر ریاست کے لئے دو نشستیں متعین کی گئی ہیں۔ نہ تو ریاست کا رقبہ اور نہ ہی اس کی آبادی سینٹ میں ہر ریاست کی نمائندگی کی تعداد کو متاثر کرتی ہے۔ اس طرح نیویارک کو جو سب سے زیادہ آباد ریاست ہے۔ امریکی سینٹ میں امریکی باعتبار آبادی سب سے چھوٹی ریاست نیوڈا کے مساوی ۲ نشستیں ہی حاصل ہیں۔ ریاست ٹیکساس رقبہ کے اعتبار سے امریکہ کی سب سے بڑی ریاست ہے اور روڈز آئیلینڈ سب سے چھوٹی ریاست لیکن ان دونوں ریاستوں کو سینٹ میں مساوی نمائندگی حاصل ہے۔ اور سینٹ میں پیش ہونے والے تمام معاملات میں چھوٹی ریاستوں کی آواز کو بھی یکساں اہمیت ہے۔

ایوان نمائندگان میں ہر ریاست کی نمائندگی اس کی آبادی کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ ایوان نمائندگان کے ۴۳۵ ارکان ہیں۔ جبکہ مردم شماری کے اعداد و شمار کے لحاظ سے ۴۸ ریاستوں میں منقسم ہیں۔ اسی طرح نیویارک کو جس کی آبادی تقریباً ایک کروڑ ۵۵ لاکھ ہے۔ ایوان میں ۴۵ نشستیں حاصل ہیں۔ اس کے برعکس امریکہ کی بہ اعتبار آبادی چھوٹی ریاستوں۔ ڈیلاویر۔ نیوڈا ورماؤنٹ اور یومانگ کو صرف ایک ایک نشست حاصل ہے۔

سینیٹ کی نشست کی امیدواری کا اہل ہونے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ امیدوار کم از کم ۳۰ سال کی عمر کا ہو۔ کم از کم ۹ سال تک امریکہ کا شہری رہ چکا ہو۔ اور واقعی اس ریاست میں مقیم ہو۔ جس کی وہ نمائندگی کرنا چاہتا ہے۔

ایوان نمائندگان کے ارکان کے لئے ۲۵ سال کی عمر کا ہونا اور سات سال تک امریکی شہریت کا حامل ہونا ضروری ہے۔ ہر ریاست میں یہ رسم ہے کہ ایوان نمائندگان کے ارکان اسی ریاست اور اسی حلقہ انتخاب کے باشندے ہوں۔ جس کی وہ نمائندگی کرتے ہوں۔

کانگرس کے انتخابات کے لئے جو حلقہ ہائے انتخاب مقرر کئے جاتے ہیں۔ ان کی اس طرح تعریف کی گئی ہے۔ کہ وہ ایسے مستقل مربوط علاقے ہوتے ہیں۔ جس میں جہاں تک ممکن اور قابل عمل ہو سکے باشندوں کی تعداد مساوی ہوتی ہے۔ اوسطاً ہر ایسے حلقہ انتخاب میں جس کی سرحدیں ریاستی قوانین کے ذریعے متعین کی جاتی ہیں۔ تقریباً تین لاکھ ۸۰ ہزار افراد ہوتے ہیں۔

سینیٹ کے لئے ارکان کا انتخاب ۶ سال کے لئے ہوتا ہے۔ چونکہ یہ نمائندے اکثر دوبارہ منتخب ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک شخص کا ۱۲ یا ۱۸ سال تک سینیٹ کا رکن رہنا کوئی غیر معمولی یا خاص بات نہیں ہے۔ ۶ سال کا عرصہ سینیٹروں کو پختہ کار بنانے کے لئے کافی ہونا چاہیئے۔ اور اس دوران میں وہ یکسوئی کے ساتھ اپنی ساری توجہات عوامی امور کے لئے وقف کر دیں۔ تو ان کو اپنی مدت رکنیت کے اختتام سے پہلے دوبارہ منتخب ہونے کے لئے بار بار مہم میں حصہ لینا نہیں پڑتا۔

یہ چیزیں امریکہ کے اس قانون ساز ادارے کے استحکام اور تشکیل میں کافی حصہ لیتی ہیں جیسا کہ آئین بنانے والوں کے پیش نظر تھا۔

سینیٹ کی رکنیت میں مزید تسلسل ایک اور طریقہ سے بھی ہوتا ہے۔ جس کے تحت سینیٹ کے ارکان منتخب ہوتے ہیں۔ اور اپنے عہدے پر فائز ہوتے ہیں۔ اس طریقہ کے تحت سینیٹ کے ایک تہائی ارکان کی مدت رکنیت باقاعدہ طور پر ہر دوسرے سال ختم ہو جاتی ہے۔ اس طرح ہر انتخابی سال میں صرف ۳۲ نشستوں کا انتخاب لڑا جاتا ہے۔ لیکن اگر انتقال یا بیماری کی بناء پر کوئی سیٹ خالی رہ جائے۔ تو اس کا بھی انتخاب ان دو سالہ انتخابات میں عمل میں آتا ہے۔ چونکہ سینیٹ آئینی طور پر ایک قائم اور تسلسل والا ادارہ ہے۔ اور اس کے تقریباً ایک تہائی ارکان کسی بھی زمانے میں کم از کم دو سال یکے بعد دیگرے انجام دے رہے ہوتے ہیں۔ اور بعض ارکان تو اس سے زیادہ مدت سے کام کرتے ہوتے ہیں۔ اس لئے قدیم نظائر اور روایات اس کی کارروائیوں میں انتہائی اہمیت کے حامل رہتے ہیں۔

کانگرس کے دوسرے ایوان کے انتخابات ایک مختلف طریقہ کے تحت انجام پاتے ہیں۔ ایوان نمائندگان کے ارکان کا انتخاب ۲ سال کے لئے ہوتا ہے۔ دو سال کے بعد ہر اس رکن کے لئے جو دوبارہ منتخب ہونا چاہے۔ ضروری ہے کہ وہ اپنے کارناموں کی فہرست اپنے رائے دہندگان کے سامنے پیش کرے۔ اور رکنیت کے عہدہ پر قائم رہنے کے سوال پر ان کے فیصلے کی پابندی کرے۔ یہ انتخابات دشمول انتخابات سینیٹ، جفت اعداد والے سال میں مثلاً ۱۹۵۴ء، ۱۹۵۶ء وغیرہ میں منعقد ہوتے ہیں۔

امریکہ کے آئین بنانے والوں نے ایوان نمائندگان کی رکنیت کی مدت صرف دو سال اس لئے رکھی تھی کہ رائے دہندگان کو جلد از جلد اور وقتاً فوقتاً اپنے مختلف۔ بےشمار اور راست نمائندوں کی حمایت یا عدم حمایت میں اپنی فیصلہ کن رائے دینے کا موقع ملتا رہے۔ جب آئین کی ترتیب عمل میں آرہی تھی۔ یہ مقولہ زبان زد خاص و عام تھا۔ کہ جب سالانہ انتخابات ختم ہو جاتے ہیں۔ تو پھر تشدد حکومت کا آغاز ہوتا ہے۔ ماضی کی طرح آج بھی وہ انتظامات جن کے ذریعے ہر نمائندہ ہر دو سال کے وقفہ کے بعد رائے دہندگان کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ قومی حکمت عملی بنانے میں کافی حصہ لیتے ہیں۔ اور اس امر کا تیقن دیتے ہیں۔ کہ عوام کی مرضی جس کا اظہار امیدواروں کو خفیہ رائے دہی کے ذریعے منتخب کرنے سے ہوتا ہے۔ حکومت کے پس پشت بنیادی طاقت کی حیثیت سے برقرار رہے گی۔

اس سال نومبر میں منعقد ہونے والے انتخابات میں امریکہ کی دو بڑی سیاسی جماعتوں ری پبلکن اور ڈیموکریٹک سے منسلک رائے دہندگان ہر ریاست میں سینیٹ اور ایوان کے لئے اپنے امیدواروں کا انتخاب کریں گے۔

امریکہ کے انتخابات میں خواہ وہ کہیں ہوں۔ رائے دہندوں پر یہ لازمی نہیں ہے۔ کہ وہ ایک ہی پارٹی کے تمام نمائندوں کو اپنی رائے دیں۔ مثلاً سینیٹ کے لئے ایک خاص جماعت سے تعلق رکھنے والے امیدوار کو رائے دے سکتے ہیں۔ اور اس کے بعد ایوان نمائندگان کے لئے کسی اور پارٹی کے امیدوار کو اپنا ووٹ دے سکتے ہیں۔ چونکہ رائے ڈالنے کی جگہ بالکل خفیہ ہوتی ہے۔ اس لئے سوائے خود رائے دہندہ کے اور کوئی شخص یہ جان ہی نہیں سکتا۔ کہ اس نے اپنی رائے کا کس طرح استعمال کیا ہے۔

اگر کوئی ریاست ایوان نمائندگان کے لئے ڈیموکریٹک اور ری پبلکن دونوں جماعتوں کے نمائندوں کے ساتھ ساتھ ایک ری پبلکن اور ایک ڈیموکریٹک سینیٹر واشنگٹن روانہ کرے۔ تو اس بات پر کسی کو کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ رائے دینے کے سلسلے میں پارٹی کے سلسلے میں پارٹی سے تعلقات کا کافی اثر پڑتا ہے۔ اور اسی لئے انتخابات کے نتائج کے تعین پر بھی اس کا اثرانداز ہونا لازمی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ رائے دہندگان اور امیدوار دونوں اکثر کافی آزاد خیالی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یہ امر بذات خود بسا اوقات انتخابات کے نتیجہ کو متعین کرتا ہے۔

دنیا کا کوئی شخص کسی امریکی کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔ کہ وہ کسی ایک خاص شخص کو کسی ایک خاص عہدے کے لئے رائے دے خواہ رائے دہندے کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت سے کیوں نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی کامیاب امیدوار کو اپنی پارٹی کی قیادت کی اندھا دھند پیروی پر مجبور کر سکتا ہے۔ اہم قومی اور بین الاقوامی معاملات میں دونوں سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے سینیٹر اور ارکان ایوان نمائندگان ایسے امور میں جنہیں وہ قومی مفاد کے حامل تصور کرتے ہیں۔ دو جماعتی اساس پر تعاون کرتے ہیں موجودہ بین الاقوامی صورت حال کی وجہ سے جو عالمگیر اشتراکی جارحیت کا نتیجہ ہے۔ قانون سازوں اور رائے دہندوں نے زرعی امور پر اپنے اختلافات کو دفن کر دینے کے رجحان کا بسا اوقات اظہار کیا ہے۔ تاکہ مشترکہ بہبود کے امور پر متحدہ طور پر کام کیا جا سکے۔

گمشدہ لڑکا

ایک لڑکا محمد رمضان نامی گذشتہ آٹھ ماہ سے لاپتہ ہے۔ اس کی عمر ۱۳ برس ہے۔ قد درمیانہ رنگ گندمی ہے۔ اگر کسی دوست کو علم ہو تو براہ کرم ذیل کے پتہ پر مطلع فرمائیں۔

(عبدالغفور منڈی ڈھاباں بلوچاں ضلع شیخوپورہ)